مذہبی شعائر کی توہین کرنے والے ذمی شاتم کی سزا
سے متعلق آئمہ مذاہب کی آراء کا تقابلی مطالعہ

An analytical and comparative Study of Muslim Jurists Opinions about the punishment of minorities for blasphemy

Dr. Muhammad Irfan
Lecturer Islamic Studies, Bacha Khan Medical College, Mardan
irfan.ibf@gmail.com

Dr. Hafiz Moazzum Shah
Lecturer department of shariah, Allama Iqbal Open University Islamabad
smoazzum@gmail.com

Abstract
Dimmi is a non-Muslim minority living in Islamic state and adheres to the terms and conditions set by the muslim state for non muslim monorities. Muslim Jurists are unanimous about the respect and dignity of religious sanctities. However, there is difference of opinion about the nature of punishment and conditions for punishment of a Dhimmi who shows disrespect towards things and persons comes under religious sanctities. There is need of a comparative analysis of these opinions of muslim Jurists.This research is a comparative analysis of the opinions of Muslim Jurists about a non mulim minority who commits blasphamey and involves in Insulting religious beliefs and sanctities. This article proceeds with an introduction of Dhimmi and religious sacntities. In second part the opinions of muslim Jurist about the punishment of non muslim minority for blasphemy have been discussed and compared. The last part consists of some important conclusion.

Keywords: Dhimmi, blasphemy, minorities, Jurists

ذمی کی تعریف

عربی زبان میں ذمہ سے مراد "عہد، کفالت، نگرانی اور حفاظت کرنے کے ہیں۔ ذمی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہوا ہو۔ فقہ کی اصطلاح میں ذمی کی تعریف یوں کی گئی ہیں:

أهل الذمة: المعاهدون من أهل الكتاب، ومن جرى مجراهم. الذمي: هو المعاهد الذي أعطي عهدا يأمن به على ماله، وعرضه، ودينه."[1]

فقہ اسلامی میں ذمی سے مراد وہ اہل کتاب اور وہ غیر مسلم اقوام ہیں جو باقاعدہ ایک معاہدے کے تحت کسی مسلمان ملک میں رہائش پذیر ہوں۔ ایسے افراد کی جان ومال اور عزت وناموس کی حفاظت اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جس کے بدلے میں ان سے جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ذمی افراد پر اسلامی حکومت کے ان قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا جن کا تعلق اسلام کے عبادات اور حلال و حرام سے ہوں لیکن اس کے علاوہ معاشرے میں امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے وضع کردہ قوانین اور دیگر تمام شہری قوانین ان پر بھی ایسے ہی لاگو ہوتے ہیں جیسے مسلم شہریوں پر۔ ان کو اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ مسلمانوں یا کسی اور مذہب کے مذہبی مقدسات کی توہین کرے۔۔ اس مضمون میں شعائر اسلام کی توہین کرنے والے ذمی شاتم سے متعلق فقہائے کرام کی آراء کا تجزیہ کیا گیا۔

شعائر اللہ کا مفہوم

شعائر "شعيرة " یا "شِعَارَةٌ" کی جمع ہے۔[2] اس کا سہ حرفی مادہ "ش ع ر" ہے۔ ابن منظور کے بقول شَعَرَاور شَعُرَ کے معنی ہیں: جاننا، کسی چیز کی خبر یا اطلاع ہوجانا۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَأَنتُمْ لاَ تَشْعُرُونَ﴾[3]
ترجمہ: اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

ابوحیان تفسیر بحر المحیط میں لکھتے ہیں: "الشَّعَائِرُ: جَمْعَ شَعِيرَةٍ أَوْ شَعَارَةٍ. قَالَ الْهَرَوِيُّ: سَمِعْتُ الْأَزْهَرِيَّ يَقُولُ: هِيَ الْعَلَائِمُ الَّتِي نَدَبَ اللَّهُ إِلَيْهَا، وَأَمَرَ بِالْقِيَامِ بِهَا...الخ [4]

"شعائر جمع ہے شعیرۃ یاشعارۃ کی۔ امام ہرویؒ کہتے ہیں کہ ازہریؒ نے فرمایا: شعائر سے مراد وہ علامات اور نشانیاں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پکارا ہے اور وہاں قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ زجاجؒ کہتے ہیں اس سے مراد موقف عرفہ، مشہد، مقام سعی اور مذبح یعنی منی ہے۔ شعر کے معنی ہیں: جان لینا، معلوم ہونا۔ عرب کہتے ہیں: بَيْتُنَا شِعَارٌ (ہمارا گھر علامت ہے) اور اسی سے "إشعارالهدى" یعنی (قربانی کے جانور کو نشانی لگانا) ہے۔"

شعائر کا اصطلاحی مفہوم بھی اس کے لغوی معنی (علامت، نشانی) کے قریب قریب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ شعائر کی تعریف کرتے ہوئے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

"شعائر سے مراد وہ ظاہری اور محسوس امور ہیں جو اللہ کی عبادات کے واسطے بنائے گئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت کے ساتھ اس طرح منسلک ہوگئے کہ ان شعائر کی تعظیم اب اللہ کی تعظیم تصور کی جاتی ہے اور ان کی تعظیم میں کمی کوتاہی اللہ کے حق میں کمی کوتاہی تصور ہوتی ہے اور یہ باتیں لوگوں کے دلوں میں اس قدر جاگزیں ہوئی ہیں کہ ان کے دلوں کے ٹکڑے کردیئے جائیں تب بھی یہ باتیں ان سے نہیں نکل سکتی۔"

دنیا کے ہر مذہب میں مذہبی مقدسات کا تصور موجود ہے۔ انسائیکوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق دنیا کے بیشتر معاشروں میں مذہبی مقدسات کی توہین کو جرم سمجھا جاتا ہے اور مذہبی مقدسات سے متعلقہ "بلاس فیمی لاء" کسی نہ کسی صورت میں نافذ العمل ہے۔ [5]

1410 قبل مسیح کے دوران لکھی جانے والی توریت کی تیسری کتاب اِحبار (Leviticus) کی نسبتِ تصنیف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کتاب کی رو سے جو شخص خداوند تعالیٰ کی ذات پر بر بھلا کہے، ایسے شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

- "اور وہ جو خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔" [6]

عیسائیت میں بھی دینی مقدسات کی توہین کو ایک قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ چانچہ انجیل متی میں روح کی توہین کو ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے:

- "اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہیں کیا جائے گا اور جو کوئی ابن آدم اس کے بر خلاف بات کہے گا وہ تو اسے معاف کی جائے گی مگر جو کوئی روح القدس کے بر خلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہیں کی جائے گی نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں۔"[7]

ان مثالوں سے واضح ہے کہ مذہبی مقدسات اور شعائر کی حرمت کا تصور ہر مذہب میں موجود ہے اور ان کی توہین ایک قابل سزا جرم ہے۔ بلکہ بعض مذاہب میں یہ ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کی سزا بعض صورتوں میں قتل بھی ہو سکتی ہے۔

شعائر اللہ کی توہین کرنے والے ذمی شاتم کا حکم

تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام، ملائکہ، آسمانی کتابوں، دینی عبادات اور مقدس مقامات کی تعظیم واجب ہے اور ان میں سے کسی ایک کی بھی ادنی درجہ کی بے ادبی حرام ہے۔ اگر کوئی شخص خدانخواستہ قصداً وعمداً ان میں سے کسی کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا کیا ہو گی۔

اس مسئلہ پر سب سے پہلے تفصیل سے قلم اٹھانے والے والے فقہائے مالکیہ کے سرخیل قاضی عیاض رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب " الشفاء بتعريف حقوق المصطفي"میں اس مسئلہ کو بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کے بعد فقہائے حنابلہ میں سے ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر تفصیلی کتاب " الصارم المسلول على شاتم الرسول ﷺ"لکھی۔ ان کے بعد مشہور شافعی فقیہ ابوالحسن علی السبکی رحمہ اللہ نے "السيف المسلول على من سب الرسول ﷺ" تحریر کی۔ متقدمین فقہائے احناف میں سے کسی نے اس موضوع کو زیادہ تفصیل نے بیان نہیں کیا ہے، جس کا اعتراف امام ابن عابدین شامیؒ جیسے محقق نے بھی کیا ہے۔[8] لیکن بعد میں خود علامہ شامیؒ نے اس مسئلہ پر اپنی مشہور کتاب " تنبيه الولاة والحكام على شاتم خيرالأنام أو أحد أصحاب الكرام" لکھ کر اس کمی پورا کر دیا.

فقہ حنفی کی روشنی میں ذمی گستاخ رسول کا حکم

اگر کوئی ذمی اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ یا کسی اور نبی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ شان رسالت میں گستاخی کرنے کے بعد اسلامی حکومت سے ذمی کا معاہدہ ختم ہو جاتا ہے یا پھر پہلے کی طرح برقرار رہتا ہے؟ اس میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔

اس مسئلہ میں فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ غیر مسلم ذمیوں کو بنیادی کفر کے ساتھ اسلامی ریاست نے حق شہریت دے کر اسلامی حدود میں رہائش کا حق دیا تھا۔ اب اگر کسی ذمی نے پہلے والے کفر کے ساتھ اسلامی مقدسات کی گستاخی کر کے مزید کفر کا ارتکاب کیا گیا، تو اس صورت میں بھی اس کا حق شہریت منسوخ نہیں ہو گا، بلکہ پہلے والا معاہدہ برقرار رہے گا۔ علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع میں اسی نکتہ کو مزید واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"وكذالک لو سب النبی علیه الصلوة والسلام، لا ینقض عهده؛ لأن هذا زيادة كفر على كفر، والعهد يبقي مع أصل الكفر فيبقى مع الزيادة"[9]

"اسی طرح اگر کسی (ذمی) نے حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کی، تو اس کا عہد نہیں ٹوٹتا، کیونکہ یہ کفر پر ایک اور کفر بڑھانا ہے اور جب اصل کفر کے ساتھ معاہدہ برقرار رہتا ہے تو اس مزید کفر کے ساتھ بھی اس کا معاہدہ برقرار رہنا چاہئے۔

ذمی اگر حکومتی قوانین کی پاسداری کا خیال نہ کرتے ہوئے کسی حکم کی خلاف ورزی کریں، تو اس سے بھی معاہدہ نہیں ٹوٹتا۔ مثلاً مقررہ جزیہ سے انکار کریں یا پھر کسی مسلمان کو ناحق قتل کریں، شان رسالت میں گستاخی کریں اور یا کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کریں۔ اسی کے بارے میں علامہ مرغینانیؒ لکھتے ہیں:

"ومن امتنع الجزية أو قتل مسلما أو سب النبى عليه الصلاة والسلام أو زنى بمسلمة لم ينتقض عهده."[10]

"اور جس (ذمی) نے جزیہ دینے سے انکار کیا یا کسی مسلمان کو قتل کر دیا، یا پھر نبی پاک ﷺ کی اہانت کی یا کسی مسلمان عورت سے زنا کیا تو اس کا عقدِ ذمہ نہیں ٹوٹتا۔"

علامہ شامیؒ فقہائے احناف کی رائے نقل کرتے ہیں:

امام ابو حنیفہ اوران کے ساتھیوں کی یہ رائے کہ سب وشتم سے عہد وپیمان نہیں ٹوٹتا اور نہ کسی ذمی کو اس جرم کے ارتکاب پر قتل کیا جائے گا بلکہ دیگر جرائم کی مانند اس جرم میں بھی تعزیری سزا دی جائے گی۔ 11

ابن حزم ظاہری فقہائے احناف کا مذہب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَقَالَ سُفْيَانُ، وَأَبُو حَنِيفَةَ، وَأَصْحَابُهُ: إنْ سَبَّ الذِّمِّيُّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْ رَسُولَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - بِأَيِّ شَيْءٍ سَبَّهُ، فَإِنَّهُ لَا يُقْتَلُ، لَكِنْ يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ - وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُعَزَّرُ."[12]

"سفیان ثوری، ابو حنیفہ اوران کے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر ذمی نے اللہ تعالی یا رسول ﷺ کو گالی دی تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو روکا جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔

مندرجہ بالا عبارت میں ایسے شخص کے لیے تعزیری سزا دینے کا حکم موجود ہے۔ تعزیر سے مراد یہ ہے کہ وہ جرائم، جن میں حد یا قصاص کے طور پر سزا موجود نہیں تو اس میں قاضی کو سزا دینے کا اختیار حاصل ہے جو بعض صورتوں میں مجرم کا قتل بھی ہو سکتا ہے اگر مجرم بار بار کسی جرم ارتکاب کرتا ہے تو امام اسے قتل کی سزا دے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی راجح مصلحت کا تقاضا ہو تو امام مقررہ حد میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ فقہ حنفی میں تعزیر کی تشریح کرتے ہوئے مشہور حنفی فقیہ علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

"(وَ) التَّعْزِيرُ (لَيْسَ فِيهِ تَقْدِيرٌ بَلْ هُوَ مُفَوَّضٌ إلَى رَأْيِ الْقَاضِي) وَعَلَيْهِ مَشَايِخُنَا زَيْلَعِيٌّ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ الزَّجْرُ، وَأَحْوَالُ النَّاسِ فِيهِ مُخْتَلِفَةٌ بَحْرٌ (وَيَكُونُ) التَّعْزِيرُ (بِالْقَتْلِ كَمَنْ) وَجَدَ رَجُلًا مَعَ امْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ، وَلَوْ أَكْرَهَهَا فَلَهَا قَتْلُهُ وَدَمُهُ هَدَرٌ"[13]

"تعزیر ایسی سزا ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں بلکہ وہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے اور یہی ہمارے مشائخ زیلعی وغیرہ کا مذہب ہے۔ کیونکہ تعزیر سے مقصود زجر و توبیخ ہے اور اس معاملے میں لوگوں کے احوال مختلف ہیں۔ تعزیز قتل کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ ایک شخص نے کسی مرد کو ایسی عورت کے ساتھ پایا جو اس کے لیے حلال نہیں ہے اور اگر اس عورت کو مجبور کیا گیا تھا تو اس مرد کو قتل کیا جا سکتا ہے اور ان کا خون ہدر ہو گا۔"

علامہ ابن تیمیہؒ فقہ حنفی میں تعزیر اور سیاستہ قتل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مِنْ أُصُولِ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّ مَا لَا قَتْلَ فِيهِ عِنْدَهُمْ مِثْلَ الْقَتْلِ بِالْمُثْقَلِ وَالْجِمَاعِ فِي غَيْرِ الْقُبُلِ إِذَا تَكَرَّرَ فَلِلْإِمَامِ أَنْ يَقْتُلَ فَاعِلَهُ، وَكَذَلِكَ لَهُ أَنْ يَزِيدَ عَلَى الْحَدِّ الْمُقَدَّرِ إِذَا رَأَى الْمَصْلَحَةَ فِي ذَلِكَ،الخ."[14]

"فقہائے احناف کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ جن جرائم میں ان کے نزدیک قتل کی سزا مقرر نہیں ہے جیسے کسی بھاری چیز کے ساتھ قتل کرنا یا دبر میں جماع کرنا، تو اگر یہ کوئی شخص بار بار ان جرائم کا ارتکارب کرے تو قاضی یا امام کو یہ حق حاصل ہے کہ ایسا کرنے والے کو قتل کرے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جب قاضی اس میں مصلحت سمجھے تو مقررہ حد سے زیادہ سزا دے۔ نبی کریم ﷺ اور دور صحابہ میں ان جیسے جرائم میں جن افراد کو قتل کیا گیا تھا احناف کے نزدیک وہ حاکم کی مصلحت پر محمول ہے اور وہ اس کو سیاستہً قتل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کا حاصل کلام یہ ہے کہ حاکم کو یہ حق حاصل ہے کہ جب مجرم بار بار کسی جرم کا اعادہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے، چنانچہ اکثر فقہائے احناف نے یہ فتوی دیا ہے کہ جو اہل ذمہ میں سے جو شخص بار بار نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو اس کو سیاستہ قتل کیا جا سکتا ہے اگرچہ وہ گرفتار ہونے کے بعد اسلام قبول کرے۔"

مندرجہ بالا آراء کے مطابق اگرچہ ذمی شاتم رسول کا عہد ذمہ برقرار ہے لیکن فقہائے احناف کے نزدیک اس کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے اور وہ اگر وہ اس کے بعد بھی باز نہیں آتا تو قاضی یا حاکم وقت اس کو قتل کرنے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

نقض عہد کے متعلق مندرجہ بالا رائے کے برعکس بعض حنفی فقہاء نے ذمی کی جانب سے دینی مقدسات کی شان میں گستاخی کرنے پر نقض عہد کا قول بھی اختیار کیا ہے؛ چنانچہ مشہور حنفی عالم علامہ نسفی اپنی تفسیر میں مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں:

"وقالوا إذا طعن الذمي فى دين الإسلام طعنا ظاهر اجاز قتله لأن العهد معقود معه على ألا يطعن فإذا طعن فقد نكث عهده وخرج من الذمة"[15]

"جب ذمی کھل کر اسلام کے خلاف طعن و تشنیع کرے تو اسکا قتل جائز ہو جائے گا کیونکہ اس سے عہد اس بات پر تھا کہ وہ زبان درازی نہیں کریگا۔ پس جب اس نے طعن و تشنیع کی تو عہد ٹوٹ جائے گا اور وہ ذمہ سے نکل جائیگا۔"

احناف کے اسی موقف کی وضاحت مولانا ظفر احمد تھانوی (ت 1394ھ) نے اعلاء السنن میں کی ہے:

"حنفیہ نے ذمی کے عہد نہ ٹوٹنے کا ذکر کیا اور اس کے قتل کرنے سے انکار نہیں کیا ہے۔ تعزیری سزائیں احناف کے ہاں ضرب اور قتل دونوں کو شامل ہے اور حاکمِ وقت کی رائے پر موقوف ہونے کی وجہ سے سیاسۃً قتل کرنا کہتے ہیں۔"[16]

سب و شتم سے عہد ٹوٹنے کے مسئلے میں شافعیہ اور حنفیہ کے مشہور موقف میں تطبیق دیتے ہوے مشہور حنفی عالم مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ شتم دو طرح کا ہے ایک بطور اپنے مذہب کی تحقیق کے، اس سے عہد نہیں ٹوٹتا اور دوسرا بطور طعن واہانت، اس سے عہد ٹوٹ جاتا ہے۔[17]

یہی بات مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں سورہ توبہ کی آیت ۱۲ کی تشریح میں لکھی ہے۔

" وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ "[18] کے لفظ سے بعض حضرات نے اس پر استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کے دین پر طعن و تشنیع کرنا عہد شکنی کرنے میں داخل ہے، جو شخص اسلام اور شریعت اسلام پر طعنہ زنی کرے وہ مسلمانوں کا معاہد نہیں رہ سکتا، مگر باتفاق فقہاءاس سے مراد وہ طعن و تشنیع ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی اہانت اور تحقیر کے طور پر اعلاناً کی جائے، احکام و مسائل کی تحقیق میں کوئی علمی تنقید اس سے مستثنٰی ہے اور لغت میں اس کو طعن و تشنیع کہتے بھی نہیں۔ اس لئے دارالاسلام کے غیر مسلم باشندوں کو علمی تنقید کی تو اجازت دی جاسکتی ہے، مگر اسلام پر طعنہ زنی اور تحقیر و توہین کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اسی آیت میں فرمایا" إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ "[19]یعنی یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی قسم کوئی قابل اعتبار قسم نہیں، کیونکہ یہ لوگ قسم توڑنے اور اور عہد شکنی کرنے کے عادی ہیں۔"[20]

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں فقہائے احناف کا موقف کا خلاصہ ذیل کی سطور میں پیش کیا گیا ہے:

فقہائے احناف کے نزدیک شاتم رسول کے مسلمان یا غیر مسلم ہونے سے اس جرم کی نوعیت پر فرق پڑتا ہے۔اگر مسلمان نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس فعل پر ان تمام احکام کا اطلاق ہو گا جو ارتداد کی صورت میں لاگو ہوتے ہیں، لیکن اگر کوئی غیر مسلم اللہ تعالیٰ، کسی رسول یا ملائکہ کی توہین کا مرتکب ہو جائے تو ظاہر ہے اس کے اس فعل کو ارتداد نہیں کہا جاسکتا۔

فقہائے ثلاثہ اسے نقض عہد یا ذمہ کے عنوان کے تحت ذکر کرتے ہیں اور یہ متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ذمی کے اس فعل سے اس کا عقد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔ لیکن فقہائے احناف کے نزدیک ان دینی مقدسات کی توہین کی بناپر ذمی کا عہد ذمہ ختم نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ فعل دارلاسلام کے ملکی قانون کے تحت ایک بڑا جرم ہے اس لیے اسے سزا دی جائے گی۔اس قسم کی سزا کو فقہ حنفی کی اصطلاح میں "سیاسةً" جبکہ بعض ائمہ کے

نزدیک "حق الامام" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سزا کی کوئی کم یا زیادہ حد شریعت نے مقرر نہیں کی بلکہ اس کی حد مقرر کرنے کا اختیار حکومت کو دیا ہے اور حکومت بعض انتہائی صورتوں میں سزائے موت بھی دے سکتی ہے۔

چنانچہ فقہائے احناف کے نزدیک وہ جرائم جن میں مجرم کو بطور حد یا قصاص قتل نہیں کیا جاسکتا، اگر مجرم اس جرم کا بار بار ارتکاب کرتا ہے تو امام اسے قتل کی سزا دے سکتا ہے یا بطور حد مقررہ سزا میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ اس اصول کے تحت فقہائے احناف کے نزدیک اگر اہل ذمہ میں سے کوئی شخص بار بار اللہ عزوجل، کسی نبی یا رسول، ملائکہ، مقدس آسمانی کتابوں یا دیگر اسلامی مقدسات کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو حاکم یا قاضی اسے قتل کرنے کا حکم جاری کر سکتا ہے، اگرچہ وہ گرفتار ہونے کے بعد مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے۔ یہ قتل مصلحت اور سیاست پر مبنی ہوگا اور یہ فقہ حنفی کے ان اصولوں کے عین مطابق ہوگا۔[21]

فقہائے مالکیہ کے نزدیک ذمی گستاخ رسول کا حکم:

فقہ مالکی کے بانی امام مالک بن انسؒ (93-179ھ) شاتم رسول کے متعلق فرماتے ہیں؛

"قال مالک فی روایته المدنیین عنه: "من سب رسول اللهﷺ أو شتمه أو عابه أو تنقصه قتل مسلما کان أو کافرا و لا یستتاب"۔[22]

ترجمہ: اہل مدینہ کے لوگ امام مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں بدگوئی کی، گالی دی، عیب جوئی کی یا آپ ﷺ کی تحقیر کی تو ایسا شخص قتل کیا جائے گا چاہے مسلمان ہو یا کافر اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

مشہور مالکی فقیہ علامہ ابن رشد (م520ھ) نے گستاخ رسول کے متعلق مطلقاً قتل کر دینے کی رائے بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

"لا اختلاف في أن من سب النبى عليه السلام، أو عابه، أو نقصه بشيئ من الاشياء، يقتل، ولا يستتاب مسلما كان أو كافرا أو ذميا، إلا أن يبدو الذمي فيسلم قبل أن يقتل من غير أن يستتاب، فلا يقتل."[23]

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ جو کوئی بھی نبی پاک ﷺ کے حق میں بد کلامی کرے، عیب جوئی کرے یا کسی قسم کا استخفاف کرے تو وہ قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا چاہے مسلمان ہو یا کافر یا پھر ذمی۔ سوائے اس کے کہ ذمی قتل کئے جانے سے پہلے پہلے اسلام قبول کر لے۔

امام قرطبی (متوفی 671ھ) ذمی کے علی الاعلان توہین اور تحقیر کے اقدامات کو واجب القتل قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں؛

"أكثر العلماء على أن من سب النبى ﷺ من اهل الذمة أو عرض أو استخف بقدره أو وصفه بغير الوجه الذي كفر به فإنه يقتل، فإنا لم نعطه الذمة على هذا، إلا أبا حنيفة والثوري و اتباعهما من أهل الكوفة فإنهم قالوا: لا يقتل، ما هو عليه من الشرک أعظم، و لكن يؤدب و يعزر."[24]

"اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ ذمیوں میں سے جس شخص نے نبی ﷺ پر علانیہ سب و شتم کیا، ان کی شان میں گستاخی کی، ان کی تحقیر کی اور کسی نازیبا وصف سے ان کو موصوف کیا، جو اس کے کفر کا سبب نہیں ہے تو اس صورت میں اسے قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اس طرح کے جرم کے ارتکاب پر ہم نے اسے کوئی عہد و امان نہیں دے رکھا ہے۔ تاہم امام ابو حنیفہ، امام ثوری اور اہل کوفہ میں سے ان کے شاگردوں کی رائے یہ ہے کہ ایسے ذمی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ جس شرک پر قائم ہے وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا جرم ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کی تادیب کی جائے گی اور تعزیراً اسے کوئی سزا دی جائے گی۔"

امام ابو سلیمان الخطابی (المتوفی 388ھ) نے ذمی شاتم رسول کے متعلق لکھتے ہیں؛

"ولكن إذا كان الساب ذميا، فقد اختلفوا فيه، فقال مالک بن أنس من شتم النبيﷺ من اليهود والنصارى قتل إلا أن يسلم وكذالک قال أحمد بن حنبل، وقال الشافعي يقتل الذمي إذا سب النبي ﷺ وتبرا منه الذمة-"[25]

"نبی پاک ﷺ کی بے ادبی اور اہانت دینِ اسلام سے منہ موڑنا اور اتداد اختیار کرنا ہے۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے اس کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو۔ لیکن جب بے ادبی کرنے والا ذمی معاہد ہو تو اس کی سزا میں اختلاف موجود ہے۔ مالک بن انس اور احمد بن حنبل دونوں کی یہ رائے ہے کہ یہود اور نصاریٰ میں سے کوئی نبی پاک ﷺ کو گالیاں دے تو انہیں قتل کیا جائے گا سوائے مسلمان ہونے کی صورت میں (قتل نہیں کیا جائے گا)۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ ذمی کو سب وشتم پر قتل کیا جائے گا اور اس کا معاہدہ امن ٹوٹ جائے گا۔"

مندرجہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ فقہائے مالکیہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سمیت دینی مقدسات کی توہین کرنے والے ذمی شاتم کا عہد ذمہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ واجب القتل ہے۔

فقہائے شافعیہ کے نزدیک ذمی گستاخ کا حکم:

امام شافعیؒ اور ان کے متبعین فقہائے شافعیہ کے نزدیک بھی ذمی شاتم رسول کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ امام نووی (631-676ھ) نے اپنی کتاب "المجموع شرح المہذب" میں شتم رسول کے حوالے سے مختلف احادیث ذکر کی ہیں اور ان میں صحیحین کی ایک روایت سے ذمی کے قتل اور نقض عہد کا خصوصی تذکرہ کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں؛

"ما احتج به الشافعي على أن الذمي إذا سب قتل وبرئت منه الذمة، و هو قصة كعب بن الأشرف اليهودي-"[26]

"جس روایت سے امام شافعی نے گستاخ ذمی کے قتل اور نقض عہد کا حکم مستنبط کیا ہے وہ کعب بن اشرف یہودی کا واقعہ ہے۔"

امام غزالیؒ جو فقہ شافعی کے مشہور فقیہ اور عالم اسلام کے چنیدہ مفکرین میں سے تھے وہ دینی مقدسات کی گستاخی کرنے کی وجہ سے عہد ذمہ کے ٹوٹ جانے اور ذمی شاتم کو فوری طور پر قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

"يشترط عليهم أن يكونوا صاغرين لا يذكرون ديننا ونبينا وكتاب الله، ولا يتجسسوا للمشركين، ولا يؤوا جاسوسهم، وما أشبه ذلك، ثم لا يختلف القول أنهم إن امتنعوا عن الجزية فقد نقضوا عهدهم، وكذلك إن ذكروا رسول الله صلى الله عليه وسلم أو كتاب الله عز وجل بسوء، والمذهب أنه لا تقبل في ذلك توبتهم وأن يقتلوا على مكانهم، إلا في الامتناع من الجزية فإن توبتهم مقبولة، والامتناع من جريان الأحكام عليهم مثل الامتناع من الجزية، وإنما القتل عاجلا . على الصحيح . بذكر الله أو رسوله أو كتابه بسوء".[27]

"ذمیوں پر لازم ہو گا کہ وہ کم تر ہو کر رہیں۔ ہمارے دین، نبی اور کتاب اللہ سے متعلق بات نہ کریں، مشرکین کے لیے جاسوسی نہ کریں اور نہ اس کے جاسوس کو پناہ دیں۔ پھر اگر وہ جزیہ نہ دیں تو بالاتفاق ان کا عہد ذمہ ختم ہو جائے گا اور اسی طرح اگر وہ رسول اللہ یا کتاب اللہ عزوجل کے بارے میں برا بھلا کہے، ان کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان کی توبہ قبول نہ کی جائے اور ان کو قتل کر دیا جائے، ہاں اگر جزیہ نہ دینے سے وہ باز آجائیں تو ان کی توبہ مقبول ہے اور اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ یا کتاب اللہ سے متعلق بری بات کرنے پر ان کے قتل میں جلدی کرنی چاہیے۔"

فقہائے شافعیہ میں سے ابن منذرؒ اور ابو سلیمان الخطابیؒ کی تصریحات بھی متعدد بار گذر چکی ہیں کہ گستاخی کرنے کی بنا پر ذمی شاتم رسول کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ فقہائے شافعیہ نے اس سلسلے میں کعب بن اشرف، ابورافع عبد اللہ بن ابی الحقیق، ابو عفک یہودی وغیرہ کے قتل کے واقعات سے استدلال کیا ہے جن کی پوری تفصیل باب دوم کے فصل دوم میں گزر چکی ہے۔

فقہائے حنابلہ کے نزدیک ذمی گستاخ رسول کا حکم:

فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبلؒ (164-241ھ) نے گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی۔ ان کے نزدیک اس باب میں دونوں برابر ہیں۔ "السیف المسلول " میں علامہ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں:

"وأما الحنابلة: فقال حنبل: سمعت أبا عبد الله يقول: كل من شتم النبي صلى الله عليه وسلم أو تنقصه مسلمًا كان أو كافرًا فعليه القتل، وأرى أن يقتل ولا يستتاب. قال: وسمعت أبا عبد الله يقول: كل من نقض العهد وأحدث في الإسلام حدثًا مثل هذا رأيت عليه القتل، ليس على هذا أعطوا العهد والذمة." [28]

"ذمی شاتم کے متعلق جہاں تک فقہائے حنابلہ کا تعلق ہے تو حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے سنا کہ جس نے بھی نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا ان کی شان میں کوتاہی کی تو اس کو قتل کیا جائے، خواہ مسلمان ہو یا کافر، اور میری رائے میں اس سے توبہ کا مطالبہ بھی نہ کیا جائے۔ آگے فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے یہ بھی سنا کہ جس نے نقض عہد کیا اور اسلام کے متعلق اس طرح کی کوئی نئی بات کہی تو وہ واجب القتل ہے، ہم نے ان کو اس لیے عہد ذمہ نہیں دیا ہے۔"

مسائل احمد بن حنبلؒ میں آپ کے صاحبزادے عبد اللہ روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

"سمعت أبي يقول فيمن سب النبي قال تضرب عنقه-"[29]

"میں نے اپنے باپ کو گستاخ رسول کے متعلق کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کی گردن اڑادی جائے۔"

امام احمد کے ایک شاگرد ابو طالب احمد بن حمید مشکانی (م 244ھ) فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل سے ذمی شاتم سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کی جائے، اس نے عہد توڑا ہے۔ [30]

امام ابن قیم الجوزیۃ (المتوفی 751ھ) ذمی کے نقض عہد اور وجوب قتل کا صریح ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بے شک نبی ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی عہدِ امان کو توڑ دیتی ہے اور قتل کو واجب ٹھہراتی ہے، جیسا کے ہم نے امام شافعیؒ کے حوالے سے خود ذکر کیا ہے۔[31]

فقہ حنبلی کے ایک اور فقیہ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد حلوانی (م546ھ) اس احتمال کا اظہار کرتے ہیں کہ شاتم باری تعالیٰ یا شاتم رسول کو قتل نہ کیا جائے اگر وہ ذمی ہو۔ لیکن علامہ سبکیؒ نے اس قول پر شدید تنقید کی ہے کہ یہ فقہائے حنابلہ میں سے کسی کا قول نہیں ہے اور انہوں نے اس کو بطور احتمال ذکر کیا ہے۔[32]

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ فقہائے حنابلہ اس بات پر متفق ہیں کہ شاتم رسول اگر ذمی ہو تب بھی اس کو قتل کیا جائے اور سب و شتم کے بعد اس کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔

فقہ جعفریہ کی روشنی میں ذمی گستاخ رسول کا حکم:

فقہ جعفریہ میں بھی اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری (ذمی) کے حوالے سے واضح احکامات موجود ہیں؛ چنانچہ فقہ جعفریہ کے مطابق اگر کوئی ذمی نبی کریم ﷺ یا اہل بیت میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرے تو اس کو قتل کیا جائے یا بعض صورتوں میں تعزیری سزا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ولو سبوا النبي أو الأئمة أو فاطمة الزهراء سلام الله عليها على احتمال غير بعيد قتل الساب كغيرهم من المكلفين، و لو نالوهم بما دون السب عزروا، و لو اشترط في العقد الكف عنه نقض العهد على قول، ولو علق الأمان بالكف نقض العهد بالمخالفة۔[33]

اگر وہ (ذمی) نبی پاک ﷺ یا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو واضح طور پر سب و شتم کریں تو دوسرے مکلفین کی طرح انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اگر یہ بد گوئی کے علاوہ شان نبوت کے خلاف بات کریں تو انہیں تعزیری سزا دی جائے گی۔ اگر عقد میں شرط ہو کہ وہ اس بے ہودہ گوئی سے باز رہیں گے تو ایک قول

کے مطابق عہد ٹوٹ جائے گا لیکن اگر امان سے باز رہنے سے وابستہ ہو تو اس مخالفت کی وجہ سے عہد ٹوٹ جاتا ہے۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک ذمی شاتم کی توبہ کا حکم:

مندرجہ بالا تفاصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر ذمی اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ یا کسی اور مذہبی شعائر کی توہین کا مرتکب ہو جائے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ واجب القتل ہے جب کہ فقہائے احناف کے نزدیک اس کو تعزیری سزا دی جاسکتی ہے جو کہ بعض صورتوں میں ذمی کے قتل پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ذمی گستاخی کرنے کے بعد اپنے جرم سے توبہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ذیل کی سطور میں مختصر اائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس میں تین اقوال ذکر کیے ہیں:

i) ذمی اگر توبہ بھی کرلے تو دنیا میں اس کی سزا قتل ہے اور اس کو ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ یہ امام احمد بن حنبلؒ کا مشہور مذہب ہے۔ امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں اگر ذمی بعد الاخذ توبہ کرلے اور امام شافعی کے اصحاب سے بھی ایک قول یہی ہے۔

ii) ذمی اگر مسلمان ہو جائے تو اس صورت میں وہ واجب القتل نہیں رہتا بلکہ اس نے اسلام کے ذریعے اپنے آپ کو بچالیا۔ یہ امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ سے ظاہر الروایہ قول ہے۔

iii) ذمی کو قتل کیا جائے گا لیکن اگر وہ مسلمان ہو جائے یا دوبارہ اپنے عہد ذمہ کی جانب لوٹ آئے تو اس صورت میں وہ واجب القتل نہیں رہتا۔ عہد ذمہ کی جانب واپس لوٹنے کی صورت میں اس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔[34]

فقہ حنبلی کے مطابق گستاخ رسول جو بھی ہو اسے قتل کیا جائے گا۔ ذمی شاتم کے متعلق ابن قدامہ المقدسی (620-541ھ) نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہے، وہ فرماتے ہیں:

"جس نے نبی پاک ﷺ کی بد گوئی کی، الخراقی نے کہا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی طرف قذف کی نسبت کی تو وہ قتل کیا جائے گا چاہے مسلمان ہو یا کافر۔ ابو الخطاب نے کہا ہے کہ کیا اللہ اور رسول کی بے حرمتی کرنے والے کی توبہ قبول کی جائے یا نہیں؟ اس بابت دو روایات ہیں:

ایک تو یہ کہ توبہ ناقابلِ قبول ہے کیونکہ اس کا قتل سب و شتم اور قذف کی وجہ سے تھا جو حد قذف کی مانند توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اولاد ثابت کرنا اللہ کی بے حرمتی سے کچھ زیادہ نہیں کیا ہے۔"[35]

علامہ سبکیؒ نے بھی مالکیہ سے منقول مندرجہ بالا دونوں اقوال نقل کیے ہیں۔ جن میں سے ایک قول کے مطابق ذمی شاتم کی توبہ اس صورت میں قبول ہے جب وہ مسلمان ہو جائے۔[36]

ذمی سے متعلق فقہائے کرام کی ان تمام آراء کا حاصل یہ ہے کہ:

- امام ابو حنیفہ اور جمہور فقہائے احناف کے نزدیک ذمی گستاخ رسول کا عقد ذمہ بر قرار رہتا ہے لیکن قاضی کو اسے سزا دینے کا اختیار حاصل ہے جو ہر مجرم کے لیے اس کی جرم کی نوعیت کے مطابق کم یا زیادہ ہو سکتی ہے اور اگر وہ اس کے باوجود بھی دینی اسلام کے مقدسات کی توہین سے باز نہیں آتا تو قاضی اس کو سیاسۃً قتل کرنے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والے بعض متاخرین فقہاء نے سب و شتم کی بنا پر ذمی کے عہد ذمہ ٹوٹ جانے کا حکم بھی ذکر کیا ہے۔
- امام شافعیؒ کے مشہور قول کے مطابق ذمی کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ واجب القتل ہے۔ اگر وہ اسلام لے آئے یا توبہ کر کے واپس اپنے عہد ذمہ کی جانب لوٹ جائے تو امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اس کو معاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان قول مشہور یہی ہے کہ یہ واجب القتل ہے۔

- امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ اور ان کے متبعین کے مطابق ذمی گستاخ کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے، اور وہ واجب القتل ہے۔ اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبل کے مشہور قول کے مطابق وہ واجب القتل نہیں رہتا۔

المصادر والمراجع

[1] ابو حبیب، دکتور سعدی۔ القاموس الفقہی۔ 1/138

Abu Habib, Dr. Saadi, AL Qamoos Al Fiqhi, 1/138

[2] زین الدین، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القاہر۔ مختار الصحاح۔ 1/165، مرتضی الزبیدی۔ تاج العروس من جواہر القاموس۔ 12/191

Zain ud Din, Abu Abdullah, Muhammad Bin Abi Bakar Bin Abdul Qahir, Mukhtarus Sihah, 1/165, Murtaza AL Zubaidim Tajul Uroos Min jawahir Al Qamoos 12/191

[3] سورۃ الزمر 39:55

Surah AL Zumur, 39: 55

[4] أبو حيان، محمد بن يوسف بن علي أثير الدين الأندلسي۔ البحر المحيط في التفسير۔ 2/62

[5] "Internet" Encyclopædia Britannica. availbale on https://www.britannica.com/topic/ blasphemy. (Accessed on 25-08-2014)

[6] کتابِ مقدس، احبار 24:16

Kitab E Muqaddsa, Ahbar, 24: 16

[7] کتاب مقدس، انجیل متی 12:31-32

Kitab e Muqaddas, Injeel e Matta, 12: 13−32

[8] ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: "میں نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ائمہ احناف میں سے کسی نے اس مسئلہ کی وضاحت کا حق ادا کرتے ہوئے اسے بیان کیا ہو۔" تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الانام۔ ص 17

[9] کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ 7/113

Kasani, Abubakar Bin Masood, Badaeh Al Sanaeh Fi Tarteeb AL Sharaeh, 7/113

[10] مرغینانی، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی۔ 2/404

Murghinani, Ali bin Abibakr bin Abdul Jaleel, AL Hidaya, Fi sharh Bidaya tul Mubtadi, ,2/404

[11] ابن عابدین، محمد امین عمر الحنفی الدمشقی، الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین۔ 4/214

Ibn e Aabideen, Muhammad Ameen Umar AL Hanafi, Al Damishqi, Al Dur Al Mukhtar wa hashiytu Ibn e AAbideen, 4/214

[12] ابن حزم ظاہری، أبو محمد علي بن أحمد بن سعید بن حزم۔ المحلی بالآثار۔ 12/ 441

Ibn e Hazm Zahiri, Abu Muhammad Ali Bin Ahmad Saeed Bin Hazm, AL Muhallah Bil AAthar, 12/441

[13] حصکفی، محمد بن علی بن محمد الحنفی الحصکفی، الدر المختار وشرح تنویر الابصار، ص 316

Haskafi, Muhammad Bin Ali, Al Dur AL Mukhtar Wa Sharh Tanweer ul Absar,316

[14] ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحرانی، الصارم المسلوم علی شاتم الرسول، ص 10۔

Ibn e Taiyiyyah, Taqiuddin, Ahmad Bin Abdul Haleem, Al Saari AL Masloor ALA Shatam Al Rasool. 10

11، ابن عابدین، محمد امین عمر الحنفی الدمشقی، الرد المختار علی الدر المختار، 4/ 62-63

Ibn e Aabideen, Muhammad Ameen Umar AL Hanafi, Al Damishqi, Al Dur Al Mukhtar wa hashiytu Ibn e AAbideen,4/62-63

[15] نسفی، أبو البركات عبد الله بن أحمد۔ مدارک التنزیل وحقائق التأویل۔ 1/ 667

Nasafi, Abul Barakat Abdullah Bin Ahmad, Madarik Al Tanzeel Wa Haqaeq AL Taaweel. 1/667

[16] عثمانی، ظفر احمد۔ اعلاء السنن، 12/ 54

Usmani, Zafar Ahmad, Iela us Sunan, 12/54

[17] تھانوی، مولانا اشرف علی۔ بودار النوادر۔ ص 108

Thanwi, Maulana, Ashraf Ali, Bawadir Al Nawa Dir, 108

[18] سورۃ توبہ 9:12

Surah AL Tauba, 9: 12

[19] سورۃ توبہ 9:12

Surah AL Tauba, 9: 12

[20] عثمانی، محمد شفیع، مفتی۔ معارف القرآن، 4/ 324

Usmani Muhammad Shafi, Maarif ul Quran, 4: 324

[21] ابن تیمیہ، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم الحرانی، الصارم المسلوم علی شاتم الرسول، ص 10-11،

Ibn e Taiyiyyah, Taqiuddin, Ahmad Bin Abdul Haleem, Al Saari AL Masloor ALA Shatam Al Rasool. 10-11

ابن عابدین، محمد امین عمر الحنفی الدمشقی، مجموعہ رسائل ابن عابدین، 1/313

Ibn e Aabideen, Muhammad Ameen Umar AL Hanafi, Al Damishqi, Al Dur Al Mukhtar wa hashiytu Ibn e AAbideen,1/313

22 ابن تیمیہ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم الحرانی۔ الصارم المسلول علی شاتم الرسول۔ 1/526۔

Ibn e Taiyiyyah, Taqiuddin, Ahmad Bin Abdul Haleem, Al Saarim AL Masloor ALA Shatam Al Rasool. 10

23 ابن رشد، محمد بن احمد، البیان والتحصیل،۔16/398

Ibn e Rushd, Muhammad Ahamad, Al Bayan Wa Tahsil, 16/398

24 قرطبی، شمس الدین محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن۔ 8/83

Qurtbi, Shamsuddin Muhammad Bin Ahamad, Al Jamie Li Ahkamil Quran, 8/83

25 خطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد، معالم السنن۔ 3/296

Khitabi, Abu Slaiman, Ahamad Bin Muhammad, Ma alim Al Sunan, 3/293

26 نووی، بوزکریا یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب۔ 19/428

Nawawi, Abu Zakriyyah, Yahyah Bin Sharf, AL Majmooh Sharh ul Muhazzab, 19/428

27 سبکی، تقی الدین علی بن عبد الکافی۔ السیف المسلول علی من سب الرسول۔ ص260

Subuki, Taqi Ud Din Ali Bin Abdul Kafi, Al Said ALmaslool Ala Man Sabba AL Rasool, 260

28 ایضاً۔ ص238

Ibid: 238

29 احمد بن حنبل الشیبانی، مسائل احمد بن حنبل، روایۃ ابنہ عبد اللہ، ص431

Ahamad Bin Hanbal AL Shaibani, Masael Ahamad Bin Hanbal, Riwayat u Ibni Him, 431

[30] حوالہ بالا، ص239

Ibid: 239

[31] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین، احکام اہل الذمۃ۔ 3/1374

Ibnul Qayyim AL Joziyyah, Muhammad Bin Abi Bakar Bin Ayyub, Ahkam Ah Lizzima, 3/1374

[32] حوالہ بالا، ص239

Ibid: 239

[33] امام روح اللہ خمینی موسوی، تحریر الوسیلہ۔ 2/502

Imam Ruhullah Khumaini, Musuwi, Tahreerul Waseelah, 2/502

[34] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص330

Ibn e Taiyiyyah, Taqiuddin, Ahmad Bin Abdul Haleem, Al Saari AL Masloor ALA Shatam Al Rasool. 303

[35] ابن قدامہ المقدسی، عبداللہ بن احمد، الکافی فی فقہ الامام۔ 4/62

Ibn e Qudama Al Maqdasi, Abdullah bin Ahmad, Alkafi Fi Fiqhil Imam, 4/62

[36] سبکی، تقی الدین علی بن عبدالکافی، السیف المسلول علی من سب الرسول، ص383

Subuki, Taqi Ud Din Ali Bin Abdul Kafi, Al Said ALmaslool Ala Man Sabba AL Rasool, 260